

زکی ولیدی طوغان کی ”سرگزشت“

*(۲)

ثروت صولت

ذیل میں اسی خلاصہ کا تلخیص و ترجمہ پیش کیا جاتا ہے :

کتاب کا نام : ”سرگزشت : ترکستان اور مشرق میں آباد ترکوں کی قومی اور ثقافتی جد و جہد“

صفحات : ۶۳۱، تصاویر : ۳۰، نقشے : ۲،

ناشر : حکمت گز تبجیلک لمیٹڈ - تان مطبع

HIKMET GAZETCILIK LTD. STI (TAN MATBASID)

جولائی ۱۹۷۰ء میں احمد زکی ولیدی کی وفات نے ہمیں رنج و الم میں مبتلا کر دیا ہے۔ احمد زکی ولیدی نے خود کو ترکوں کی تاریخ اور ثقافت کی تحقیق کے لئے وقف کر دیا تھا۔ وہ ترکوں کی اسلامی دور کی تاریخ و ثقافت کے حقیقی عالم تھے۔ ان کو ترک اقوام کی مختلف شاخوں کے بارے میں جو ایک وسیع و عریض علاقے میں پھیلی ہوئی ہیں وسیع معلومات تھیں۔ انہوں نے اس میدان میں جو تحقیقات کیں ان کے نتائج سے دنیا کو باخبر کرنے کے لئے بیش بہا کتابیں شائع کیں۔

احمد زکی ولیدی طوغان نے اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ مغربی علوم کو ان کے اصل ماخذ سے حاصل کیا اور اس کے بعد ان تمام علوم کو، خواہ مشرقی ہوں یا مغربی تحقیقی نظر سے پرکھ کر معروضی اور علمی نتائج پر پہنچے۔ طوغان نے بیسویں صدی کے آغاز سے آج تک ساٹھ سال کی فعال زندگی میں

* اس کی پہلی قسط مارچ ۱۹۷۳ء میں شائع ہوئی تھی

اہم سیاسی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیا اور وہ ان سیاسی واقعات کے عینی شاہد ہیں۔ اس ضمن میں ہمارے لئے جو چیز سب سے زیادہ دلچسپی کا باعث ہے وہ روسی حاکمیت کے تحت رہنے والے ترکوں کی آزادی کی جدوجہد ہے۔ ان کی ذات چونکہ نوجوانوں کے لئے منبع فیضان تھی اس لئے انہوں نے ”خاطر الار“ کے نام سے ایک کتاب میں اپنی زندگی کے حالات مرتب کئے ہیں۔ اس ضخیم کتاب میں انہوں نے اپنی زندگی کے مختلف ادوار کو بڑی خوبی سے بیان کیا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ کتاب تحقیق و تدقیق کا اعلیٰ نمونہ بھی ہے۔

یہ سرگزشت ۱۹۲۵ء تک کے حالات پر مشتمل ہے اور دس ابواب میں

منقسم ہے :

باب اول : اس کا عنوان ”میرا بچپن“ ہے۔ اس باب میں طوغان نے

اپنے بچپن کے واقعات اور وسط ایشیا کے ترک معاشرہ سے متعلق دلچسپ معلومات فراہم کی ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ان کے والدین کا تعلق بخارا اور خیوہ کے خاندانوں سے تھا جن کی تربیت اٹھارویں صدی کے معاشرہ میں ہوئی تھی۔ مولف کے اجداد میں سے بعض نے روسی فوج کے باشکرد دستوں میں شامل ہو کر فوجی خدمات انجام دی تھیں اور انہوں نے اگرچہ روسی ثقافت کا اثر قبول کیا تھا لیکن اپنی آبائی ترک اسلامی ثقافت کو فراموش نہیں کیا تھا۔

مولف کے والد ایک بڑے مدرسہ میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے اور اپنے زمانے کے لحاظ سے سند سمجھے جاتے تھے۔ وہ ایک طرف بچوں کا تعلیمی معیار بلند کرنے کی کوشش کرتے تھے اور دوسری طرف گھوڑوں کی دیکھ بھال، خدمت خلق اور گاؤں کی زندگی سے تعلق رکھنے والے کاموں میں بھی دلچسپی لیتے تھے۔ اسی طرح مولف کی والدہ کے گھرانے میں ہر شخص ضروری تعلیم سے آراستہ تھا اور کئی افراد مدرس کی حیثیت سے فرائض

انجام دیتے تھے اور ترکی زبان کے ساتھ عربی اور فارسی بھی جانتے تھے۔ چنانچہ طوغان ابھی چھ سال ہی کے تھے کہ انہوں نے عربی فارسی اور روسی زبان سیکھنا شروع کر دی تھی۔

طوغان نے ۱۹۰۲ ع سے ۱۹۰۸ ع تک کا زمانہ (یعنی بارہ سے اٹھارہ سال کی عمر تک) اوتیک (UTEK) نامی گاؤں میں اپنے ماسوں کے پاس گزارا جن کے پاس ایک بہترین کتب خانہ تھا اور جو ترقی پسندانہ خیالات رکھتے تھے۔ یہاں نوجوان طوغان کے دل میں باہر جاکر مزید علم حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔

باب دوم: اس باب کا عنوان ہے ”۱۹۰۸ ع سے ۱۹۱۶ ع کے درمیان میری علمی جدوجہد“۔ اس باب میں طوغان نے باشکردستان، قازان، فرغانہ، بخارا اور پیٹرسبرگ کی سیاحت کا حال لکھا ہے۔ طوغان لکھتے ہیں کہ ان کے والد ان کی شادی کرانا چاہتے تھے۔ یہ بات ان کو پسند نہیں تھی اس لئے ایک دن انہوں نے اپنے والد کے نام ایک خط لکھا کہ وہ شادی نہیں کریں گے کیونکہ وہ مزید تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے بعد وہ گھر سے فرار ہو گئے۔ طوغان اورنبرگ، استر خان اور قازان چلے گئے اور وہاں تعلیم حاصل کی۔ اخراجات پورے کرنے کے لئے ملازمت کرنے پر مجبور ہوئے۔ بالآخر قازان کے مدرسہ قاسمیہ میں، ”ترک تاریخ اور عربی ادبیات“ کے معلم ہو گئے۔ اس وقت طوغان کی عمر صرف بیس سال تھی۔ اس زمانہ میں طوغان کو جو بھی عالم یا مفکر ملتا وہ اس سے دوستی کر لیتے اور اس سے بحث و مباحثہ کرتے۔ اس طرح ان کے علم اور ان کی شہرت دونوں میں اضافہ ہوتا گیا۔

اسی زمانہ میں ان کے ذہن میں یہ خیال پرورش پانے لگا کہ صاحب شعور انسانوں کے تعاون سے ایک ایسا دین کیوں نہ بنایا جائے جو تمام انسانوں کے درمیان مشترک ہو۔ اس خیال نے طوغان کے والد کو فکر مند کر دیا۔

کھر میں ایک مجلس محاکمہ منعقد ہوئی، جہاں ان سے جواب طلبی کی گئی۔ اس واقعہ کے بعد طوغان نے اپنی علمی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے مسلمان عالموں کی لکھی ہوئی کتابوں کا گہرا مطالعہ شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے روسی زبان کی کتابیں بھی پڑھیں اور روسی اساتذہ سے درس بھی لیا۔

۱۹۱۱ء اور ۱۹۱۲ء میں طوغان نے قازان یونیورسٹی کے لیکچرر میں شرکت کی اور خود بھی لیکچر دئے۔ ان کے یہ لیکچر جو ترک و تاتار تاریخ سے متعلق ہیں اور اسی زمانہ میں دو جلدوں میں شائع ہو گئے تھے۔ اسی زمانہ میں طوغان کو استنبول کے کتب خانوں کو دیکھنے اور ان سے استفادہ کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ یہ شوق تو اس وقت پورا نہ ہو سکا مگر ان کو پہلے قازان یونیورسٹی کی ”انجمن آثار قدیمہ و علم الاقوام“ کی طرف سے اور اس کے بعد ”روسی علوم کی اکادمی“ کی طرف سے دو دفعہ ترکستان بھیجا گیا۔ ان سیاحتوں کے دوران طوغان نے فرغانہ سمرقند اور بخارا کے کتب خانوں میں مخطوطات کی تحقیق کی اور ”علم الاقوام“ کے موضوع پر مواد جمع کیا۔ اس دوران میں ایک روسی مستشرق پروفیسر کاتانوف (Katanov) کا کتب خانہ فروخت کرنے کا اعلان ہوا۔ یہ کتب خانہ شرقیات اور ترکوں کی تاریخ کے لئے بہت اہم تھا اس لئے طوغان کی کوشش سے حکومت ترکی کے محکمہ اوقاف نے اس کو خرید لیا۔ ۱۹۱۳ء میں طوغان کو پیٹرسبرگ میں ریدلوف (Radloff) اور بار تھولڈ (Barthold) جیسے مستشرقین کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔

باب سوم : اس باب کا عنوان ہے ”۱۹۱۶ء سے ۱۹۱۸ء تک میری سیاسی جدوجہد“۔ اس باب میں طوغان نے بتایا ہے کہ ان کی سیاسی زندگی کا آغاز کس طرح ہوا۔ انہوں نے سب سے پہلے اؤفا میں سوشل ڈیموکریٹک

اور سوشل انقلابی پارٹیوں سے تعلق پیدا کیا اور وہ راستہ اختیار کیا جو اس زمانہ میں غیر ملکوں میں مقیم انقلاب پسند روسی اختیار کئے ہوئے تھے۔ اسی زمانہ میں ان کو ترکستان کی سیاسی تحریکوں سے دلچسپی پیدا ہوئی۔ اؤفا کے مسلمانوں کی طرف سے طوغان نے روسی پارلیمان ”دوما“ میں نمائندگی کی۔ اسی زمانہ میں مشہور روسی ادیب میکسم گورکی سے ان کی ملاقات ہوئی اور ان سے روس کی محکوم قوموں کے مسئلہ پر باتیں ہوئیں۔ طوغان نے اس موضوع پر ایک کتاب بھی لکھی لیکن بالشویک انقلاب آجانے کی وجہ سے کتاب شائع نہیں ہو سکی۔ بعد میں یہی کتاب ”آج کا ترکستان اور اس کا ماضی قریب“ کے نام سے مزید اضافے کے ساتھ شائع ہوئی۔

۱۷ فروری ۱۹۱۷ع کا انقلاب جس وقت آیا اس وقت طوغان پیٹرسبرگ میں تھے چنانچہ طوغان نے ۲۷ مارچ ۱۹۱۷ع میں پیٹرسبرگ میں ہونیوالی روسی مسلمانوں کی کانگریس اور تاشقند میں ہونیوالی دوسری کانگریس کا تفصیل سے تذکرہ کیا ہے۔ یہ کانگریس ترکستان کی آزادی کے لئے کوشش کر رہی تھی اور ۷ مئی کو ماسکو منتقل ہو گئی تھی۔ طوغان نے لکھا ہے کہ ترکستان کی قومی اسمبلی قائم کرنے اور اورنبرگ میں باشکردستان کی مجلس شوری قائم کرنے کی غرض سے کیا کیا کوششیں کی گئیں۔

۲۸ اگست ۱۹۱۷ع کو اؤفا میں باشکرد کانگریس ہوئی۔ اس دوران میں کیرنسکی کی حکومت کا تختہ الٹ گیا اور اکتوبر میں بالشویک حکومت پر قابض ہو گئے۔ ۲ نومبر ۱۹۱۷ع کو بالشویکوں نے محکوم قوموں کی آزادی کے حق کو تسلیم کرنے کا مشہور اعلان کیا۔ طوغان نے تفصیل سے بتایا ہے کہ باشکردستان کی حکومت کس طرح قائم ہوئی اور ۱۸ جنوری ۱۹۱۸ع کو اورنبرگ پر کس طرح بالشویکوں کا قبضہ ہوا۔ بالشویکوں نے جن لوگوں کو گرفتار کیا ان میں طوغان بھی شامل تھے۔

مئی کے آخر میں قید سے بھاگنے والے افراد نے نئی باشکرد حکومت قائم کی اور جون ۱۹۱۸ء میں طوغان نے باشکرد فوجی دستوں کی تنظیم کا کام شروع کر دیا۔ یہ طوغان کی فوجی زندگی کا دور ہے۔ بالشویک فوجوں سے باشکردوں کی لڑائیاں ہوئیں۔ لیکن اس دوران میں اتحادیوں نے بالشویک حکومت کو تسلیم کر لیا۔ چنانچہ طوغان اور دوسرے انقلابی مسلمانوں نے جن میں ہندوستان کے برکت اللہ بھی شامل تھے بالشویکوں کے ساتھ تعاون کرنے میں عالم اسلام کا فائدہ دیکھا۔

باب چہارم : اس باب کا عنوان ہے ”سوویت حکومت کے ساتھ تعاون کے پندرہ ماہ“۔ طوغان نے لکھا ہے کہ انہوں نے بالشویکوں کے ساتھ اس توقع کے ساتھ تعاون کیا تھا کہ وہ بالآخر لینن پر اثر انداز ہو سکیں گے۔ اکتوبر کے انقلاب کے بعد روسی فوجیں سرحدوں سے واپس ہونا شروع ہو گئیں۔ زار کی حکومت میں بسنے والی محکوم قوموں نے آزادی کا اعلان کیا۔ خود مختار باشکردستان کی حکومت نے بھی، جس کے فعال رکن خود طوغان تھے، صورت حال سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ مگر بالشویک بتدریج صورت حال پر قابو پانے لگے اور باشکرد بالشویک حکومت کے ساتھ تصفیہ پر مجبور ہو گئے۔ طوغان نے بالشویک حکومت کے ساتھ ایک معاہدہ پر دستخط کر دئے جس کے تحت باشکردستان کو داخلی اور اقتصادی خود مختاری مل گئی مگر فروری ۱۹۱۹ء میں باشکرد فوجی دستے سرخ فوج میں ضم کر دئے گئے۔

اس کے بعد طوغان اسٹالن اور لینن کی دعوت پر روس گئے۔ وہاں اسٹالن، ٹرائسکی اور لینن سے قومیتوں اور نوآبادیوں کے مسئلہ پر بحثیں ہوئیں۔ قرآن اور اشتراکیت میں مطابقت پیدا کرنے کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا۔ لینن نے ہندوستان سے برطانوی سامراج ختم کرنے کے لئے مشرقی اقوام کے تعاون کی ضرورت پر زور دیا اور اس ضمن میں طوغان کے خیالات معلوم کئے۔ طوغان

لکھتے ہیں کہ انہوں نے لین کے خیالات سے اختلاف کیا لیکن لین نے ان کی یہ تجویز مان لی تھی کہ ترکستان کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ایک کمیشن ترکستان روانہ کیا جائے جو تین مسلمانوں اور دو روسی ممبروں پر مشتمل ہو۔ لیکن بعد میں صرف روسی بھیجے گئے کیونکہ تاشقند کے روسی نژاد کمیونسٹوں نے کمیشن کی تجویز سے اختلاف کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ یہ خیالات لین کے نہیں بلکہ طوغان اور ہندوستانی انقلابی رہنما برکت اللہ کے ہیں جنہوں نے لین پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی ہے۔ اس موقع پر لین اور طوغان میں آخری مرتبہ گرما گرم بحث ہوئی ہے اور طوغان، لین سے اور سوویت حکومت سے قطع تعلق کر لیتے ہیں۔

۸۸

باب پنجم: اس کا عنوان ہے ”ترکستان میں جدوجہد“۔ طوغان لکھتے ہیں کہ ۲۹ جون ۱۹۲۰ء کو وہ لین سے علیحدہ ہو گئے اور بغاوت کا علم بلند کر کے ترکستان کا رخ کیا۔ طوغان اور ان کے ساتھی خوارزم سے کاشغر تک تمام ترکستان میں آزادی کی جدوجہد منظم کرنا چاہتے تھے۔ طوغان سرخ فوج کی وردی پہن کر فرار ہوئے۔ ان کی بیوی نفیسہ خانم سمرقند میں رہ گئیں اور وہ خود باکو پہنچ گئے جہاں ستمبر ۱۹۲۰ء میں مشرقی قوموں کی کانگریس بلائی گئی تھی۔ طوغان جس مکان میں چھپے تھے سوویت پولیس نے اس کی تلاشی لی لیکن طوغان کو نہیں پکڑ سکی۔ البتہ پولیس کو ان کا ایک خط مل گیا جس میں انہوں نے ترکوں کے ساتھ سوویت حکومت کی وعدہ خلافیوں کا تذکرہ کیا تھا۔ طوغان نے بتایا ہے کہ وہ روپوشی کی حالت میں بھی باکو اور اس کے نواح کے تاریخی آثار کا مطالعہ کرتے اور عوامی ادبیات کے نمونے جمع کرتے رہے۔

طوغان نے اگرچہ باکو کانگریس میں شرکت نہیں کی تھی لیکن ان کو ترک کمیونسٹ ساتھیوں سے کارروائی کی خبریں ملتی رہتی تھیں۔ کانگریس

ختم ہونے کے بعد طوغان، خوارزم روالہ ہو گئے۔ اپنی بیوی اور نوسلود بچے کو دیکھنے کے بعد ۳۱ دسمبر ۱۹۲۰ء کو بخارا چلے گئے، اور وہاں اسیر بخارا کے خلاف جدوجہد کے بہانے بخارا کی قومی فوج قائم کرنے کا کام شروع کر دیا۔ انہوں نے ترکستان کی مختلف پارٹیوں کو متحد کیا اور آزاد ترکستان کی تنظیم قائم کی۔ آزاد ترکستان کے لئے ایک جھنڈا تیار کیا گیا جو سلجوقیوں اور قرمخانیوں کے اس جھنڈے کی طرح تھا جس کا تذکرہ گیارہویں صدی کے ترک مصنف محمود کاشغری نے اپنی ترکی لغت میں کیا ہے اور جس کی تصویر استنبول میں توپ قابو کے عجائب گھر میں نمبر ۷۸۱ کے تحت خیر خاتون کے خمسہ کے مسودہ کے صفحہ ۲۳۰ پر دیکھی جا سکتی ہے۔

اسی زمانے میں انور پاشا سے طوغان کی ملاقات ہوئی اور ترکستان کی آزادی، اتحاد اسلام اور ہندوستان سے انگریزوں کو نکالنے کے مسائل پر دلچسپ بحثیں ہوئیں۔ طوغان لکھتے ہیں کہ ”انور پاشا ایک بڑے تصور پرست (Idealist) تھے۔“، لیکن طوغان نے ان کے خلوص اور ان کی حب الوطنی کی تعریف کی ہے۔

انور پاشا کو بخارا میں چھوڑ کر طوغان سمرقند چلے گئے۔ انہوں نے یہ راستہ جان جوکھوں میں ڈال کر طے کیا کیونکہ تمام دروں اور راستوں پر روسی فوجیں تعینات تھیں۔ اس دوران میں انور پاشا اس عزم کے ساتھ مشرقی بخارا کی طرف جاتے ہیں کہ اگر کاسیاب ہو گیا تو غازی ورنہ شہید ہو جاؤں گا۔ طوغان نے وہ تقریر درج کی ہے جس میں انور پاشا نے کہا تھا کہ اگر ہم نے آزادی کے لئے جان دیدی تو شاید آنے والی نسلوں کو آزادی اور خوشحالی نصیب ہو سکے گی۔

طوغان نے بتایا ہے کہ انہوں نے انور پاشا کو مدد پہنچانے کی کیا کوشش کی یہاں تک کہ ۴ اگست ۱۹۲۲ء کو عید الاضحیٰ کے پہلے دن چیکن

نامی گاؤں میں انور ہاشا سرخ فوجوں سے جھڑپ کے دوران شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت سے بسماعی تحریک میں حصہ لینے والوں خصوصاً نوجوانوں میں مایوسی پھیل گئی اور تحریک بتدریج ختم ہو گئی۔

زکی ولیدی طوغان دو ماہ تک تاشقند میں چھپے رہے۔ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۲ء کو ساتویں ترکستان قومی کانگریس میں شرکت کے بعد ایران، افغانستان اور ہندوستان کے راستہ یورپ کے نئے روانہ ہو گئے تاکہ ترکستان کی قومی یونین کا مرکز کسی بیرونی ملک میں قائم کریں۔

طوغان ۲۲ اکتوبر کو ترکستان سے روانہ ہوئے اور ۱۸ نومبر کو عشق آباد (ترکمانستان) پہنچے۔ یکم دسمبر کو ان کی بیوی نفیسہ خانم بھی وہاں پہنچ گئیں۔ ایران میں داخل ہونے سے پہلے چار ماہ تک وہ مرو میں رہے اور اسی جگہ انہوں نے اپنی مشہور کتاب ”آج کا ترکستان اور اس کا ماضی قریب“ کا پہلا مسودہ مکمل کیا جو بعد میں قاہرہ اور استنبول سے شائع ہوا۔ طوغان کی زندگی کا یہ سب سے تکلیف دہ زمانہ تھا۔ ان کا بیٹا جس کا نام ایک باشکرد ہیرو کے نام پر اس محمد رکھا تھا ابھی ایک بھی سال کا نہیں ہوا تھا کہ ملیریا میں مبتلا ہو کر مر گیا اور اس کی نعش کو مشفق نامی ایک شاعر کے مزار میں رکھ کر میاں بیوی دونوں بخارا روانہ ہو گئے۔ کچھ ہی مدت کے بعد وہ ایران کے لئے روانہ ہو گئے لیکن ایران میں داخل ہوتے ہی ان کی بیوی بھی ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے گئیں۔ طوغان کے شوق تحقیق کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ جب ایران کی سرحد پر اناؤ (Annau) کے آثار قدیمہ کے پاس پہنچے تو ان حالات کے باوجود مسجد کی دیواروں کی آیات کو چاند کی روشنی میں پڑھنے اور ان کو حل کرنے کی کوشش کی۔ یہاں طوغان نے حسرت کے ساتھ وطن پر آخری نظر ڈالی۔

باب ششم: اس باب میں طوغان نے سوویت روس سے روانہ ہونے کے

بعد ایران میں، جو سات ہفتے گزارے ان کے واقعات لکھے ہیں۔ وہ پروفیسر عبدالقادر عنان کے ساتھ ۲۱ فروری ۱۹۲۳ء کو ایران میں سنگ صولاق (Sulak) کے مقام پر پہنچے جہاں کے تمام باشندے ترک تھے۔ اگلے دن شہر طوس کے آثار قدیمہ دیکھنے گئے اور امام غزالی اور فردوسی کے مزاروں کی زیارت کی۔ پھر مشہد کے لئے روانہ ہو گئے جہاں شہر کی مسجدوں کے کتبوں کو پڑھنے کی کوشش کی۔

مشہد میں طوغان کی ملاقات ترکمان پناہ گزینوں سے ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ سوویت حکام طوغان کی جان کے درپے ہیں اس لئے وہ ہوشیار رہیں۔ مشہد میں طوغان ترکی کے قونصل خانہ گئے جو حال ہی میں قائم ہوا تھا۔ یہاں انہوں نے انقرہ پہنچانے کے لئے ایک خط دیا۔ یہ خط ترکی کے مشہور رہنماؤں اور مصنفین یوسف آتچورہ، ضیاء گوک الپ، آغا اوغلو احمد اور فواد کوپرولو کے نام تھا اور اس میں ترکستان کی صورت حال پر روشنی ڈالنے کے علاوہ مصطفیٰ کمال پاشا کو خراج تحسین پیش کرنے کی درخواست بھی تھی۔ طوغان نے انقرہ کے محکمہ خارجہ کو بھی ایک رپورٹ بھیجی۔ اس رپورٹ کے ساتھ انہوں نے دو کتابچے بھی تنہی کر دیے۔ ان میں ایک کتابچہ ترکستان میں انور پاشا کی سرگرمیوں سے متعلق تھا اور دوسرا ”مشرق میں سوشل انقلاب“ کے موضوع پر تھا۔ پہلے رسالہ میں انہوں نے انور پاشا کی شہادت کو ترکوں کی تاریخ کا ایک بڑا حادثہ قرار دیا تھا اور دوسرے میں بتایا تھا کہ روس میں مارکس کے دور کی تصور پرستی (Dealism) ختم ہو گئی ہے اور کمیونزم کو روسی حکومت ایک نئے قسم کے استعمار کے لئے بطور حربہ استعمال کر رہی ہے۔

طوغان کی علمی اور تحقیقی سرگرمیاں مشہد میں بھی جاری رہیں۔ انہوں نے مشہد میں امام رضا کے روضہ کے کتب خانہ کو کھنگال ڈالا اور

کتب خانہ میں متعدد نایاب کتابوں کا پتہ چلایا۔ انہوں نے چوتھی صدی ہجری (دسویں صدی عیسوی) کے سفر نامہ ابن فضلان کو جس میں بلغار کی سیاحت کا حال بیان کیا گیا ہے اور جس کے بارے میں خیال تھا کہ ضائع ہو چکا ہے ڈھونڈ نکالا۔

باب ہفتم : اس باب میں افغانستان میں قیام کے پانچ ماہ کی سرگذشت بیان کی گئی ہے۔ طوغان اور پروفیسر عبدالقادر عنان مشہد سے ایرانی فوجیوں کی حفاظت میں افغانستان کی طرف روانہ ہوئے۔ ۲۵ اپریل ۱۹۲۳ء کو افغانستان کے سرحدی دروازہ کافر قلعہ اور اگلے دن ہرات پہنچے۔ تیموریوں کے اس پایہ تخت میں انہوں نے پانچ ہفتے گزارے۔ والی ہرات اور مشہور فاضل صلاح الدین سلجوقی کی مدد سے شہر کے تمام تاریخی مقامات دیکھے۔ انہوں نے یہاں جو تحقیقات کیں وہ ترکی زبان میں شائع ہونے والی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں شائع (۱) ہو چکی ہیں۔ یہ تحقیقات تیموری دور کے شہر ہرات کے نقشے اور ترکی زبان کے نمونوں سے متعلق ہیں۔

۱۸ جون کو طوغان کابل پہنچے۔ یہاں انہوں نے بخارا کے سفیر، بخارا کی حکومت کے سابق صدر عثمان خواجہ، ترک سفیر فخرالدین پاشا، افغانستان کے وزیر خارجہ ولی محمود خاں اور وزیر تعلیم فیض محمد خاں سے ملاقات کی۔ فخرالدین پاشا اور طوغان کے درمیان دوستی ہو گئی۔ افغان حکومت اور شاہ امان اللہ خاں نے پروفیسر زکی ولیدی طوغان کو کابل میں روکنا چاہا لیکن وہ ۲۴ ستمبر ۱۹۲۳ء کی صبح کار سے ہندوستان کے لئے روانہ ہو گئے۔

باب ہشتم : اس باب میں طوغان نے پشاور سے بیروت تک سفر کی داستان بیان کی ہے۔ پشاور میں انگریز گورنر نے ان کو بلا کر ان کی گزشتہ سیاسی سرگرمیوں کے بارے میں سوالات کئے اور بتایا کہ وہ ہندوستان میں سیاسی

سرگرمیاں جاری نہیں رکھ سکتے اور نہ جلسے کر سکتے ہیں۔ گورنر نے اس ملاقات کا حال لکھ کر وائسرائے لارڈ ریڈنگ کو روانہ کر دیا۔ دس دن بعد جواب آیا اور طوغان اور عبدالقادر کو ہندوستان چھوڑنے اور کہیں ٹھہرے بغیر بمبئی جانے کی ہدایت کی گئی۔ طوغان فوراً بمبئی کے لئے روانہ ہو گئے۔ بمبئی میں انہوں نے ایک مسجد کی محراب میں قرآن کے ساتھ ساتھ مثنوی مولانا روم کے اشعار کو اور ایک دیوار پر مصطفیٰ کمال زندہ باد کے نعرے کو دلچسپی سے دیکھا۔

طوغان بمبئی میں چند ہفتے رہنے کے بعد دخانی جہاز سے بیروت کے لئے روانہ ہو گئے۔ راستہ میں جب جہاز حجاز کے ساحل کے پاس سے گذرا تو اس وقت کے قلبی واردات کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ انہوں نے تکبیر پڑھی اور حج کرنے اور مدینہ منورہ کی زیارت کرنے کی دعا کی۔ بیروت پہنچنے کے بعد ۲۰ دسمبر ۱۹۲۳ء کو طوغان فرانس کے بندرگہ مارسلیز کی طرف روانہ ہو گئے۔

باب نہم : اس باب کا عنوان ہے ”یورپ میں اٹھارہ ماہ، طوغان اور عبدالقادر ۱۹۲۳ء کے اختتام پر پیرس پہنچے۔ سب سے پہلے اپنے وطن کے دوست احباب کی تلاش کی۔ ان کے ساتھ کچھ مدت گزارنے کے بعد پیرس کے علمی حلقوں سے رابطہ قائم کیا۔ وہ جن مورخین اور مستشرقین سے ملے ان میں حسب ذیل افراد نمایاں ہیں۔

آرل اسٹائن، (Aurel Stein) پیلو (Pelliot)، Gabriel Ferrand
 پروفیسر Joseph Castagne E. Blochet ، Jean Deny ، Gothiot
 منورسکی (Minorsky) ، سر ڈینی سن راس (Sir Denisen Ross)
 ایڈورڈ براؤن (E. Brown) (Carra de Vauk) اور Benvenist ۔

طوغان نے اس موقع پر ایک ممتاز ایرانی فاضل مرزا محمد خان قزوینی

سے استفادہ کیا۔ مشہد اور کابل میں ان کو جو نئے مخطوطات ملے تھے ان پر ایشیائک سوسائٹی میں تقریر بھی کی۔

فروری ۱۹۲۴ع میں طوغان اور عبدالقادر بے برلن چلے گئے وہاں بھی کئی ترکستانیوں سے ملاقات ہوئی۔ ان کے علاوہ ایڈورڈ ساخاؤ (Edward Sachau) تھیوڈور نولڈیکی Theodor Noldeke، ایف۔ ڈبلو۔ کے ملر (Muller) اور دوسرے مستشرقین سے بھی ملاقات ہوئی۔

پیرس اور برلن میں وہ جن مستشرقین سے ملے انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ طوغان ان کے ساتھ کام کریں۔ کئی جگہ سے خصوصاً کیمرج یونیورسٹی سے پرکشش اور منفعت بخش پیشکشیں بھی آئیں لیکن طوغان اور عبدالقادر یورپ کے بجائے ترکی میں رہائش اختیار کرنے کا فیصلہ کرچکے تھے، اس لئے ان پیشکشوں کو منظور نہیں کیا۔

طوغان نے ترکی میں رہائش اختیار کرنے کا قطعی فیصلہ ۱۰ مارچ ۱۹۲۵ع کو برلن میں ڈاکٹر رضا نور بے کے ساتھ گفتگو کے بعد کیا۔ ڈاکٹر رضا نور نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ سیاسی کاموں کو دوسروں کے سپرد کردیں اور خود کو ترکوں کی تاریخ کی تحقیقات کے لئے وقف کردیں اور اس موضوع پر یوسف آقچورہ، فواد کوپرولو، حمد اللہ صوفی اور آغا اوغلو احمد سے ڈاکٹر رضا نور کی جو گفتگو ہوئی تھی اس کا طوغان سے تذکرہ کیا نیز استنبول یونیورسٹی میں پروفیسر کی حیثیت سے تقرری کے بارے میں طوغان کی رائے معلوم کی۔

برلن میں ترکی کے سفیر کمال الدین سمیع پاشا نے چند دن بعد طوغان کو بلایا اور ترکی کے وزیر تعلیم حمد اللہ صوفی کا مکتوب دیا جس میں انہوں نے طوغان کو ترکی آنے کی دعوت دی تھی۔ اس کے بعد یوسف آقچورہ اور فواد کوپرولو کی طرف سے بھی خطوط آئے۔ ۱۱ اپریل ۱۹۲۵ع کو ڈاکٹر رضانور

کا خط ملتا ہے جس میں اطلاع دی گئی تھی کہ انقرہ میں وزارت تعلیم کی طرف سے ”انجمن تالیف و ترجمہ“ میں طوغان کا تقرر کر دیا گیا ہے۔

باب دہم : اس کا عنوان ہے ”یورپ سے ترکی تک“۔ ۱۲ مئی ۱۹۲۰ء کو طوغان اور عبدالقادر استنبول کے لئے روانہ ہوئے۔ پراگ، بوداپست اور بخارست ہوتے ہوئے کانستینٹا پہنچے۔ پراگ میں ان کی صدر بینش سے بھی ملاقات ہوئی۔ بوداپست میں طوغان کئی مستشرقین اور مورخین سے بھی ملے جن میں حسین نامق اور کون اور ہنگری کے بیت الحکمت میں علم الاقوام کے ماهر خصوصی میسا روش قابل ذکر ہیں۔ میسا روش نے ان کو اوغز ترکوں سے متعلق ایک داستان سنائی جسے انہوں نے باشکردستان میں سنکر لکھا تھا۔

رومانیہ کے بندرگہ کانستینٹا میں نوغائی، یديسان (Yedisian) اور آلچن قبائل کے لوگوں سے طوغان کی ملاقات ہوئی۔ ان سے طوغان نے ان کے ملکوں کے حالات سنے۔

۱۹ مئی ۱۹۲۰ء کو طوغان دخانی جہاز میں بندرگہ کانستینٹا سے استنبول کے لئے روانہ ہو گئے۔ اس موقع پر انہوں نے اپنی اس کیفیت کا حال بھی لکھا ہے جو ان کے قلب پر استنبول کی سرزمین پر جس کا چپہ چپہ تاریخی اہمیت رکھتا ہے اور جو ان کا نیا وطن بنے والا تھا، قدم رکھتے وقت طاری ہوئی تھی۔

طوغان استنبول پہنچنے ہی اسی دن جامع فاتح کے کتب خانہ میں گئے۔ دوسرے دن سلیمانیہ، ایاصوفیہ اور کوپرولو کے کتب خانوں میں گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں ان کتب خانوں سے استفادہ کرنے کی توفیق دے۔

استنبول پہنچنے کے دس دن بعد ۳ جون ۱۹۲۵ء میں شائع ہونے والے سرکاری اعلان کے ذریعہ ان کو ترکی شہریت مل گئی اور طوغان انقرہ روانہ ہو گئے۔

۳۱ جولائی ۱۹۲۵ء کو عید الاضحیٰ کے دن حاجی بیرام کی مسجد میں نماز پڑھنے کے بعد طوغان ترکی کی مجلس کبیر ملی کی عمارت میں غازی مصطفیٰ کمال کو مبارک یاد دینے گئے۔ اُتا ترک نے ان کا خیر مقدم کرتے ہوئے پوچھا کہ ترکی آنے میں اتنی تاخیر کیوں کی۔ زکی ولیدی طوغان نے جواب دیا: ”میں اس بات کا انتظار کر رہا تھا کہ میری جیب میں وہ کاغذ آجائے جس میں مجھے ترکی کا شہری قرار دیا گیا ہے۔“

اس جملے کے ساتھ ”سرگنشت“، حصہ اول ختم ہو جاتی ہے۔

